تحقیقاتِ نادرہ پر مشتمل عظیم الشان فقہی انسائیکلوپیڈیا

اَلْعَطَایَا النَّبَوِیَّۃ فِی الْفَتَاوَی الرَّضَوِیَّۃ

فتاوٰی رضویہ

تصنیف لطیف: اعلیٰ حضرت، مجدد امام احمد رضا علیہ الرحمۃ

من یرد اللہ بہ خیرا یفقہہ فی الدین (حدیث)

العطایا النبویۃ فی الفتاوی الرضویۃ

مع تخریج وترجمہ عربی عبارات

جلد شانزدہم ۱۶

تحقیقاتِ نادرہ پر مشتمل چودھویں صدی کا عظیم الشان
فقہی انسائیکلوپیڈیا

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ العزیز
۱۲۷۲ھ — ۱۳۴۰ھ
۱۸۵۶ء — ۱۹۲۱ء

رضا فاؤنڈیشن ۔ جامعہ نظامیہ رضویہ
اندرون لوہاری دروازہ لاہور پاکستان (۵۴۰۰۰)
فون نمبر ۷۶۵۷۳۱۴

نام کتاب ـــــــــ فتاویٰ رضویہ جلد شانزدہم (۱۶)

تصنیف ـــــــــ شیخ الاسلام امام احمد رضا قادری بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

فیضانِ کرامت ـــــــــ مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

سرپرستی ـــــــــ مولانا صاحبزادہ محمد عبدالمصطفیٰ ہزاروی ناظمِ اعلیٰ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور و شیخوپورہ

اہتمام ـــــــــ مولانا صاحبزادہ قاری نصیر احمد ہزاروی ناظم شعبہ نشر و اشاعت " " " " " "

ترجمہ عربی عبارات ـــــــــ حافظ محمد عبدالستار سعیدی ناظم تعلیمات جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

پیشِ لفظ ـــــــــ " " " " " " " " " "

ترتیبِ فہرست ـــــــــ " " " " " " " " " "

تخریج و تصحیح ـــــــــ مولانا نذیر احمد سعیدی و مولانا محمد اکرام اللہ بٹ

کتابت ـــــــــ محمد شریف گل، کڑیال کلاں (گوجرانوالا)

پیسٹنگ ـــــــــ مولانا محمد منشا تابش قصوری معلم شعبہ فارسی جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

صفحات ـــــــــ ۶۳۲

اشاعت ـــــــــ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۰ھ / ستمبر ۱۹۹۹ء

مطبع ـــــــــ

ناشر ـــــــــ رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ رضویہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

قیمت ـــــــــ

ملنے کے پتے:

- رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ رضویہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور
  ۷۶۶۵۰۰۲ ۰۳۰۰/۹۳۱۵۳۰۰
- مکتبہ اہلسنت، جامعہ نظامیہ رضویہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور
- ضیاء القرآن پبلیکیشنز، گنج بخش روڈ، لاہور
- شبیر برادرز، ۴۰ بی، اردو بازار، لاہور

مسئلہ ۸۲ از ضلع سیتاپور، لاہرپور مدرسہ اسلامیہ مسئولہ ابو محمد یوسف متعلم مدرسہ اسلامیہ
۱۲ صفر المظفر ۱۳۳۴ھ سہ شنبہ

والاجناب مستطاب اعلیٰحضرت مجدد مائۃ حاضرہ لازال شموس افضالکم تسلیم مسنون کریم مشحون معظم مقرون گزارش ہے بصدور والانامہ فیض شمامہ عزت افزائی ہوئی، جواب استفتاء بحمد تسکین بخش صادر ہوگیا، اللہ تعالےٰ جناب والا کی بزرگ ذات کو ہمیشہ سلامت رکھے اور اس فیض عام سے مسلمانان عالم کو فیضیاب فرماتا رہے آمین بحرمۃ النبی والہ الامجاد، جناب مولانا خلیل الرحمٰن صاحب مرحوم مغفور کی خبر رحلت دریافت ہوکر بہت رنج ہوا، صرف ایک بات اور دریافت طلب ہے جو گزارش کی جاتی ہے ازراہ شفقت بزرگانہ اس کے جواب سے بھی مطلع کیا جاؤں، بجواب استفتاء مزامیر پر صرف ناجائز فرمایا بہت درست وبجا ارشاد ہے عین حکم شریعت ہے صرف اس قدر عرض ہے کہ صرف کسی قوال سے کوئی قصیدہ یا غزل نعتیہ یا توحید وغیرہ یا سلام وغیرہ سُن کر عین حالتِ سماع میں یا بوقتِ رخصت حسب شدائد قوانین سابق اوقات اوقات سے بطور زاد راہ قلیل یا کثیر دینا جائز ہے یا نہیں؟ جیسا کہ مشائخ علیہم الرحمۃ کی مجالسِ عرس میں بزرگوں کا دستور ہے درانحالیکہ وہ مزامیر سے خالی ہوں اور اس پر حضور انور حیات رسالتمآب صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے اُس فعل سے سند لینا جو حضرت حسان رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے ثابت ہے کہ حضور نے حضرت حسان رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو قصیدہ سُن کر ردائے مبارک عنایت فرمائی تھی ٹھیک ہے یا نہیں؟ امیدوار ہوں کہ اسی عریضہ پر یہ جواب بھی مرحمت ہوجائے، عین ذرہ نوازی ہوگی فقط۔

الجواب

قوال اگر نہ امرد ہو نہ عورت، اور اشعارِ صحیحہ حمد ونعت ومنقبت بلا مزامیر خوش الحانی سے پڑھے یا خاص مجمع صالحین میں اُن کے ساتھ تغنی کرے بالجملہ نہ کسی فتنہ پر فی الحال اشتمال نہ آئندہ اس کا صحیح احتمال، تو صحیح یہ ہے کہ بلاشُبہ جائز ہے اور اس پر لینا دینا بھی روا، اور واقعہ کعب بن زہیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے اُن سے قصیدہ نعتیہ استماع فرماکر ردائے مبارک عطا فرمائی اس پر استناد صحیح ہے اور جبکہ شدائد قدیم میں اس صورت جائزہ پر دینا چلا آیا ہے تو اب بھی دیا جائے گا بلکہ وہ صادرین وواردین میں داخل ہے، اور قلیل وکثیر بھی معہود قدیم پر دائر رہے گا، واللہ تعالےٰ اعلم۔

مسئلہ ۸۳ تا ۸۷ مسئولہ بدرالدین صاحب ۳۰ محرم الحرام ۱۳۳۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس صورت میں کہ جامع مسجد بمبئی کے احاطہ میں ایک دفتر خانہ ہے اور جس کے انتظام کے متعلق گیارہ اشخاص کو کمی جماعت المسلمین بمبئی کی جانب سے مشاور مقرر ہیں

ان میں سے اکثرین کی رائے سے یہ قرار داد طے ہوئی ہے کہ دفتر خانہ مذکور میں ٹیلیفون لیا جائے باوجودیکہ نہ مسجد کے ساتھ کوئی تجارتی تعلقات ہیں اور نہ کوئی دوسرے اسباب ٹیلیفون کے، بلکہ اس سے فقط تضییع مال وقف ہے، پس ایسے ٹیلیفون کا لینا مال وقف سے شرعاً درست ہے یا نہیں ؟

دوسرا اسی کے ساتھ یہ قرار داد بھی طے ہوئی کہ دفتر خانہ مذکور میں جہاں مجلس منتظمہ مشاورین منعقد ہوتی ہے وہاں ایک برقی پنکھا اپنے آرام وتعیش کے واسطے لیا جائے، آیا ایسا خرچ مالِ وقف میں سے کرنا جائز ہے یا نہیں ؟

تیسرا سوال یہ ہے کہ دفتر خانہ مذکور میں باوجودیکہ گیاس کی روشنی موجود ہے اُس کو رَد کرکے اس کی جگہ برقی روشنی کے خرچ کا مال وقف کو زیر بار کرنا شرعاً کیا حکم رکھتا ہے ؟ اطلاعاً یہ بھی گزارش ہے کہ مجلس منتظمہ کے اجلاس علی الدوام زمانہ قدیم سے دن کے وقت طے ہوتے ہیں اور اگر احیاناً رات کو ضرورت پڑی تو گیاس کی روشنی موجود ہے برقی روشنی کی بالکل ضرورت نہیں۔

چوتھا سوال یہ ہے کہ ایسے مشاورین جو مال وقف سے ایسے فضول اور اسراف بیجا کریں ان کے متعلق شریعت غرا کا کیا حکم ہے ؟

پس ان مسائل مذکورہ کے جوابات کتب شرعیہ سے مدلل بیان فرمائیں جزاکم اللہ خیرا، بینوا توجروا۔

پانچواں سوال یہ ہے کہ مانعین متولیوں سے ایک نے کہا کہ اس باب میں یعنی مال اوقاف سے ان کاموں میں صرف کرنے سے علماء سے رائے لینا شرعاً ضرور ہے، پس متولیان مجوزین سے ایک نے کہا کہ یہاں شریعت کی کچھ ضرورت نہیں۔ اور دوسرے نے کہا کہ میں تو عالموں کے مُنہ میں پیشاب کرتا ہوں، اس وقت اس سے کہا گیا کہ یہ کیا کلمہ کہتا ہے، خدا سے ڈر۔ تو اس نے کہا کہ خدا تو اُوپر ہے اور ہم زمین پر، اگر خدا یہاں آئے تو ہم اس کو درست کردیں گے۔ پس ایسے کلماتِ ناشائستہ کہنے والوں کا شرعاً کیا حکم ہے، مفصل ومدلل مع سند بائے کتبِ شرعیہ بیان فرمائیں، جزاکم اللہ۔

الجواب

صورتِ مستفسرہ میں یہ نئی بدعتیں کہ مشاورینِ وقف میں حادث کیا چاہتے ہیں ٹیلیفون اور برقی پنکھا اور برقی روشنی مالِ وقف پر بار ڈالنا محض حرام ہے، فتح القدیر میں ہے :

امرنا بابقاء الوقف علی ما کان[1] ہمیں حکم ہے کہ وقف کو گزشتہ حال پر قائم رکھیں (ت)

---

[1] فتح القدیر کتاب الوقف مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۵/۴۴۰

یہ وہاں فرمایا ہے جہاں منافیِ وقف کے لئے مصارفِ مشروطہ پر زیادت کی جائے نہ کہ بے حاجت نہ کہ اپنا تعیش و ترفہ یہ تو اور حرام تر، مالِ وقف حکم مالِ یتیم میں ہے اور رب عزوجل فرماتا ہے:

ان الذین یاکلون اموال الیتٰمٰی ظلمًا انما یاکلون فی بطونھم نارًا[1]

جو لوگ یتیموں کا مال ظلمًا کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں آگ بھرتے ہیں۔ (ت)

یہ اسراف ہے اور اللہ مسرفوں کو دوست نہیں رکھتا انہ لا یحب المسرفین[2] (اللہ تعالٰی اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ ت) یہ تبذیر ہے، اور اللہ عزوجل فرماتا ہے:

ان المبذرین کانوا اخوان الشیٰطین وکان الشیطٰن لربہ کفورا[3]

بیشک مال بیجا اڑانے والے شیطانوں کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے۔

یہ اُن کو فرمایا جو اپنا مال بیجا اڑائیں نہ کہ وقف کا۔ ایسے مشاوروں کو معزول کرنا واجب ہے، درمختار میں ہے:

ینزع وجوبا ولو الواقف درر فغیرہ بالاولٰی غیر مامون[4]

لازمی طور پر معزول کیا جائے اگرچہ واقف ہو، درر۔ تو دوسرے اگر قابلِ اعتماد نہ ہوں تو وہ بطریق اولٰی معزول ہوں گے۔ (ت)

یعنی اگر خود واقف کی طرف سے مالِ وقف پر کوئی اندیشہ ہو تو واجب ہے کہ اسے بھی نکال دیا جائے اور وقف اس کے ہاتھ سے لے لیا جائے تو غیرِ واقف بدرجہ اولٰی۔ واللہ تعالٰی اعلم

(۲) ایسے اقوالِ ملعونہ بکنے والا کافر مرتد ہے اُس کی عورت اُس کے نکاح سے نکل گئی، مسلمانوں پر اس سے میل جول حرام ہے، وقفِ مسلمانان میں اسے دخل دینا حرام ہے، اس کے پاس اٹھنا بیٹھنا حرام ہے، اُس کا جنازہ اٹھانا حرام ہے، جنازہ کے ساتھ جانا حرام ہے، اُسے مقابرِ مسلمین میں دفن کرنا حرام ہے، اُس کی قبر پر کھڑا ہونا حرام ہے، اُسے کسی قسم کا ایصالِ ثواب کرنا کفر ہے۔

قال اللہ تعالٰی ولا تصل علٰی احد منھم مات ابدا ولا تقم علٰی قبرہ[5]

اللہ تعالٰی نے فرمایا: ان میں سے فوت ہونیوالے پر نمازِ جنازہ ہرگز نہ پڑھو اور نہ آپ ان کی قبر پر قیام فرمائیں (ت)

---

[1] القرآن الکریم ۴/ ۱۰
[2] القرآن الکریم ۶/ ۱۴۱
[3] " ۱۷/ ۲۷
[4] درمختار کتاب الوقف مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۳۸۳
[5] القرآن الکریم ۹/ ۸۴

جو اُسے اب بھی مسلمان جانے یا اس کے کافر مرتد ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے اُس کے لئے بھی یہی احکام ہیں۔ شفائے امام قاضی عیاض و بزازیہ و بحرالرائق و مجمع الانہر و درمختار وغیرہا کتب کثیرہ میں ہے:

من شك فی عذابه و كفره فقد كفر[1]
جو اس کے کفر اور عذاب میں شک کرے تو وہ کافر ہے (ت)

نسأل الله العفو والعافیة ولا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم۔
ہم اللہ تعالٰی سے معافی اور درگزر کرنے کی درخواست کرتے ہیں، لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم (ت)

ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ هدیتنا وهب لنا من لدنك رحمة انك انت الوهاب[2]
اے ہمارے رب! ہدایت فرمانے کے بعد ہمارے دلوں کو نہ پھیر اور اپنے فضل سے ہمیں رحمت عطا کر، بیشک تُو بہت عطا کرنے والا ہے۔ (ت)

والله تعالٰی اعلم۔
واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۹۸ تا ۹۱: مرسلہ حکیم محمد حیات خاں صاحب آگرہ کوچہ حکیماں حیات منزل ربیع الاول شریف ۱۳۳۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ اکثر اوقاف بشمول مسجد جامع وغیرہ آگرہ میں ایک انجمن کے ماتحت و زیرِ نگرانی ہیں جس کے پانچ ممبر ہیں منجملہ ان پانچوں کے ایک ممبر صاحب انجمن ہلال احمر آگرہ کے بھی سکریٹری ہوگئے ہیں، تھوڑا عرصہ ہوا کہ کچھ ترک قسطنطنیہ سے بغرضِ اظہارِ شکریہ مسلمانانِ آگرہ میں تشریف لائے اور ایماء ان ممبر صاحب کے جو ہلال احمر کے سکریٹری ہیں بلا دریافت دیگر ممبران کمیٹی ایک جلسہ مسجد جامع آگرہ میں منعقد ہوا اُس جلسہ کے متعلق جملہ انتظامات ممبر صاحب موصوف نے ملازمانِ مسجد سے کرائے اور جو کچھ روشنی میں خرچ ہوا وہ انجمن اوقاف متذکرہ صدر سے دلوایا اور یہ کہا کہ چونکہ مسجد جامع مسلمانانِ آگرہ کی ہے اور یہ جلسہ مسلمانانِ آگرہ کا تھا اگر مسجد میں روشنی زائد نہ ہوتی تو باعثِ بدنامی مسلمانان تھا اس کارروائی پر دو ممبر معترض ہوئے تو ایک چوتھے ممبر صاحب نے وہ جو روشنی میں خرچ کی گئی تھی اپنے پاس سے ادا کردی اور یہ کہا کہ میں رفع نزاع کئے دیتا ہوں پس امورات قابلِ استفسار یہ ہیں:

(۱) آیا اول ممبر صاحب کا یہ فعل کہ ملازمانِ وقف سے انجمن ہلال احمر کا کام لیں درست تھا؟

(۲) آیا ایسے ملازم جو ذی استعداد وعلمِ دین سے بہرہ ور کہے جاتے ہیں اور انھوں نے خود و نیز اپنے ماتحت ملازموں سے بلا ایماء انجمن اوقاف متذکرہ بالا کام کرائے ان ملازموں کا یہ فعل جائز تھا؟

---

[1] درمختار   باب المرتد   مطبع مجتبائی دہلی   ۱/۳۵۶
[2] القرآن الکریم ۳/۸

طالب التولیۃ لایولی کمن طلب القضاء لایقلد فتح وھل المراد انہ لاینبغی اولایحل استظھر فی البحر الاول تأمل[1] واللہ تعالٰی اعلم۔

طالبِ تولیت کو متولی نہیں بنایا جائے گا جیسا کہ طالبِ قضاء کا مطالبہ نہیں مانا جاتا، فتح، کیا اس سے مراد یہ ہے کہ مناسب نہیں یا یہ مراد ہے کہ حلال نہیں، بحر میں پہلے قول کو ترجیح دی ہے، غور کر۔ واللہ تعالٰی اعلم (ت)

مسئلہ ۳۵۷: مرسلہ مولوی سلیمان صاحب اکبر آبادی ۲۳ شعبان ۱۳۲۸ھ

زید ایک انجمن اسلامیہ کا سکرٹری ہے اور پیشہ وکالت کرتا ہے اور لوگوں کو سود کی ڈگریاں دلواتا ہے اور خلافِ حق مقدمات میں کوشش کرنے سے نہیں بچتا اور اکثر اوقات عقائدِ سرسید احمد خاں کا مداح رہتا ہے ایسا شخص آیا منتظم امورِ اہلِ اسلام یعنی سکریٹری انجمن اسلامیہ رہ سکتا ہے یا نہیں؟ اور جو اہلِ اسلام اس کو اپنا سکریٹری بنائیں ان کا کیا حکم؟

الجواب

امورِ بالا سے تو یہ شخص صرف فاسق فاجر ہوتا مگر عقائد کفریہ کا فر کا مداح خود کافر و مرتد ہے اور کافر کسی طرح مسلمانوں کے کسی کام کا والی نہیں ہوسکتا۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

ولن یجعل اللہ للکٰفرین علی المؤمنین سبیلا[2]۔

اور ہرگز اللہ تعالٰی کافروں کو مومنوں پر کوئی راہ نہیں دے گا۔ (ت)

ان سے استعانت ناجائز ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: انا لا نستعین بمشرک[3] (بیشک ہم کسی مشرک سے مدد طلب نہیں کرتے۔ ت) جو ایسے کی سپردگی میں مسلمانوں کا کام دے اس نے اللہ و رسول اور سب مسلمانوں کی خیانت کی۔ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من استعمل علی عصابۃ رجلا وفیھم من ھو ارضی منہ للہ فقد خان اللہ ورسولہ والمؤمنین[4]۔ واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔

جس نے کسی شخص کو ایسی جماعتِ مسلمین پر عامل بنایا جس جماعت میں اس شخص سے زیادہ پسندیدہ کوئی شخص موجود ہے تو اس نے اللہ تعالٰی، اس کے رسول صلی اللہ علیہ

[1] ردالمحتار کتاب الوقف فصل یراعی شرط الواقف فی اجارتہ داراحیاء التراث العربی بیروت ۳/ ۴۱۰
[2] القرآن الکریم ۴/ ۱۴۱ [3] سنن ابی داؤد کتاب الجہاد آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۱۹
سنن ابن ماجہ ابواب الجہاد الاستعانۃ بالمشرکین ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۰۸
المصنف لابن ابی شیبہ حدیث ۱۵۰۰۹ کتاب الجہاد ادارۃ القرآن کراچی ۱۲/ ۳۹۵
[4] المستدرک للحاکم کتاب الاحکام الامارۃ امانۃ دارالفکر بیروت ۴/ ۹۲-۹۳

وسلم اور تمام مومنوں سے خیانت کی۔ واللہ سبحانہ وتعالٰی اعلم (ت)

مسئلہ ۳۵۱: مرسلہ احمد نبی خاں از مراد آباد ۲۶ شعبان ۱۳۳۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک اہلِ اسلام عادل اور ثقہ نے بلاتحریر وقف نامہ کے ایک جائداد جس کو عرصہ زائد ایک سو سال کا ہُوا بدون مصارف کے وقف کیا اگرچہ وقف واقف کا کوئی گواہ زندہ نہیں ہے مگر بعد وفات واقف کے تمام مرد وعورت عادل وصالح اہل خاندان واقف کے وقتاً فوقتاً متولی ہوتے رہے کبھی کوئی شخص غیر خاندان کا متولی نہیں ہُوا اور باعتبار اس عملدرآمد کے منشائے واقف بھی ایسا ہی معلوم ہوتا ہے کہ سوائے اہل خاندان صالح اور عادل کے اور کوئی متولی نہ کیا جائے، اب ایک مسماۃ متولیہ اہل خاندان کی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے ایک شخص غیر خاندان کے نام ایک وصیت نامہ لکھ دیا ہے کہ بعد میرے وہ متولی کیا جائے اہل خاندان واقف جن میں اکثر مرد صالح اور عادل ہیں یہ دعوٰی کرتے ہیں کہ یہ شخص جس کو متولی ہونا بیان کیا جاتا ہے فاسق اور غیر خاندان واقف سے ہے، اس کو بمقابلہ اہل خاندان صالح کے حق تولیت حسبِ وصیت حاصل ہے یا نہیں؟

الجواب

جس وقف کے شرائط واقف معلوم نہ ہوں اور طول مدت کے سبب گواہان مشاہدہ نہ رہے ہوں اس میں عملدرآمد قدیم پر کارروائی کی جائے۔ فتاوٰی خیریہ میں ہے:

قد صرح فی الذخیرۃ بانہ اذا اشتبہت مصارف الوقف ینظر الی المعھود من حالہ فیما سبق من الزمان، فیبنی علی ذٰلک لان الظاھر انھم کانوا یفعلون ذٰلک علی موافقۃ شرط الواقف وھو المظنون بحال المسلمین فیعمل علی ذٰلک[1]

تحقیق ذخیرہ میں تصریح کی گئی ہے کہ اگر مصارف وقف میں اشتباہ ہو تو زمانہ قدیم سے اس وقف میں جاری معمول کو دیکھا جائے گا اور اسی پر بناء کی جائے گی کیونکہ ظاہر یہی ہے کہ متولیان سابقہ شرط واقف کے مطابق ہی ایسا کرتے ہوں گے اور مسلمانوں کے حال کے بارے میں یہی گمان غالب ہے لہٰذا اسی پر عمل کیا جائیگا۔ (ت)

اسی میں کتاب الوقف للخصاف سے ہے،

اذا وجد شرط الواقف فلا سبیل

جب واقف کی شرط موجود ہو تو اس کی مخالفت کی

---

[1] فتاوٰی خیریہ کتاب الوقف دار المعرفۃ بیروت ۱/ ۲۲۳-۲۲۲

ولا یشترط الحریۃ والاسلام[1] الخ (اس میں حریت واسلام شرط نہیں الخ۔ت) کا کیا مطلب لیا جائیگا اور ایک ہندو مسجد کا حوض اپنے روپے سے بنانا چاہتا ہے۔ بیّنوا توجروا۔

الجواب

فقیر نے یہاں حاشیہ ردالمحتار میں لکھا:

اقول وباللہ التوفیق عدم اشتراط للصحۃ لایستلزم عدم اشتراطہ للحل وقد تقدم فی کتاب الزکوٰۃ باب العاشر تحریم جعل کافر عاشرا لان فیہ تعظیمہ وھو حرام وعن شرح السیر الکبیر ان امیر المؤمنین رضی اللہ تعالٰی عنہ کتب الی سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالٰی عنہ لاتتخذ احدا من المشرکین کاتبا علی المسلمین قال وبہ ناخذ لقولہ تعالٰی لاتتخذوا بطانۃ من دونکم ویأتی فی الاضحیۃ کرہ ذبح الکتابی وتعلیلہ بانہ لاینبغی ان یستعان بالکافر فی امور الدین وقد صح عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انا لانستعین بمشرک وقد علم تحریم تولیۃ الخائن وھذا ربنا عزوجل یقول "لایالونکم خبالا"[2] واللہ الموفق اھ ما کتبت علیہ۔

میں اللہ تعالٰی کی توفیق سے کہتا ہوں کہ صحت کے لئے شرط نہ ہونا حل کے لئے شرط نہ ہونے کو مستلزم نہیں اور کتاب الزکوٰۃ باب العاشر میں گزر چکا ہے کہ کافر کو عاشر مقرر کرنا حرام ہے کیونکہ اسے عاشر بنانے میں اس کی تعظیم ہے اور کافر کی تعظیم حرام ہے، سیر کبیر کی شرح سے منقول ہے کہ امیر المومنین (عمر) رضی اللہ تعالٰی نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالٰی عنہ کو لکھا کہ مسلمانوں کے معاملات کیلئے کسی مشرک کو کاتب مت بنانا اور شارح سیر کبیر نے کہا کہ ہم اسی کو اخذ کرتے ہیں بدلیل اس ارشاد الٰہی کے کہ "(اے ایمان والو!) غیروں کو اپنا رازدار مت بناؤ"۔ کتاب الاضحیہ میں آرہا ہے کہ کتابی کا ذبیحہ مکروہ ہے اور اس کی علت یہ بیان کی گئی کہ امور دینیہ میں کافر سے مدد نہیں مانگنی چاہئے، اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے منقول یہ حدیث مرتبۂ صحت کو پہنچ چکی ہے کہ بیشک ہم مشرک سے مدد نہیں طلب کرتے، اور تحقیق خائن کو متولی بنانے کی حرمت معلوم ہو چکی ہے اور ہمارا رب عزوجل یہ ارشاد فرماتا ہے کہ "وہ تمہاری برائی میں کمی نہیں کرتے" اور اللہ تعالٰی ہی توفیق عطا فرمانے والا ہے۔ ردالمحتار پر میرا حاشیہ ختم ہوا۔ (ت)

اس سے حکمِ مسئلہ واضح ہوگیا کہ کافر کو متولی کیا جائے تو ہو جائے گا مگر اسے متولی کرنا، کوئی امر دینی

---

[1] فتاوٰی ہندیۃ کتاب الوقف الباب الخامس فی ولایۃ الوقف نورانی کتب خانہ پشاور ۲/۴۰۸

[2] جد الممتار علی ردالمحتار

الجواب

(۱) اگر یہ امر واقعی ہے کہ زید فتنہ گر، شریر، مفرق جماعت ہے تو وہ ہرگز تولیتِ مسجد کے قابل نہیں اس کا معزول کرنا واجب ہے۔ درمختار میں ہے:

ینزع وجوبا لو الواقف غیر مامون[1]	خائن متولی کو ولایت وقف سے نکال دینا واجب ہے اگرچہ وہ خود واقف ہو۔ (ت)

(۲) مؤذن و امام جس کے مقرر کئے شرعاً ان منصبوں کے لئے زیادہ لائق ہوں انھیں کو ترجیح ہوگی اور اگر یکساں ہوں تو زید کے مقرر کردہ مرجح ہیں کہ اصل مسجد یعنی زمین اسی کی وقف ہے، درمختار میں ہے:

الباني للمسجد اولى من القوم بنصب الامام والمؤذن في المختار الا اذا عين القوم اصلح ممن عينه الباني[2]	مسجد کا بانی مسجد کے امام و مؤذن کی تقرری میں باقی لوگوں کی بنسبت اولٰی ہے یہی قول مختار ہے مگر جب قوم کا مقرر کیا ہوا امام یا مؤذن بانی کے مقرر کئے ہوئے سے افضل اور زیادہ صلاحیت کا حامل ہو تو وہی بہتر ہے۔ (ت)

مگر جبکہ مؤذن و امام تنخواہ دار ہیں اور تنخواہ انھیں عمرو دیتا ہے تو استحقاق تنخواہ اسی کو ہوگا جسے عمرو مقرر کرے، اس پر لازم ہے کہ اسے پسند کرے جو شرعاً زیادہ مناسب ہو اور تنخواہ دار کی برخاستگی بھی عمرو کی رائے پر ہوگی لانه هو المستاجر فليس لثالث فسخها (کیونکہ وہی کرایہ پر لینے والا ہے تو تیسرے شخص کو فسخ اجارہ کا حق نہیں۔ ت)

(۳ و ۴) اگر زید سے علانیہ فسق ثابت ہو تو اس کی امامت اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے کہ پڑھنی گناہ اور پھیرنی واجب۔ تبیین الحقائق میں ہے:

في تقديمه تعظيمه وقد وجب عليهم اهانته شرعا[3]	فاسق کو امامت کے لئے مقدم کرنے میں اس کی تعظیم ہے جبکہ شرعاً مسلمانوں پر فاسقوں کی توہین واجب ہے (ت)

اور اگر زید میں کوئی وجہ مانع امامت نہیں مگر امام مقرر کردہ اس سے افضل و اولٰی ہے اور اس وجہ سے

---

[1] درمختار　کتاب الوقف　مطبع مجتبائی دہلی　۱/۳۸۳

[2] 〃　〃　〃　۱/۳۹۰

[3] تبیین الحقائق　کتاب الصلوٰۃ　باب الامامۃ　المطبعۃ الکبری الامیریہ بولاق مصر　۱/۱۳۴

اہلِ جماعت امام کے ہوتے زید کی امامت مکروہ وناپسند رکھتے ہیں تو زید کو جائز نہیں کہ امامت کے لئے تقدم کرے لانہ ممن ام قوما وھم لہ کارھون[1] (کیونکہ وہ ان لوگوں میں سے ہے جس نے کسی قوم کی امامت کی حالانکہ وہ اس کی امامت کو ناپسند جانتے ہیں۔ ت) مگر اس صورت میں نماز میں خلل نہیں۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۳۸۹: از گنگا جھدی ڈاکخانہ دونی واڑہ تحصیل گوندیا ضلع بھنڈارہ ملک متوسط مرسلہ محمد اسمٰعیل خاں ۲۵ ربیع الاول ۱۳۳۶ھ

متولیِ مسجد نے مسجد کے پیسہ میں خیانت کی ایسے شخص کو متولی رکھنا جائز ہے یا نہیں؟ یا متولی نے جھوٹی شہادت دی تو تولیت اسے دینا جائز ہوگی یا نہیں؟

الجواب

جس نے جھوٹی شہادت کہی اس میں تو بہت احتمال ہیں کہ واقعی جھوٹی نہ ہو لوگ اسے جھوٹی سمجھیں یا واقع میں جھوٹی ہو مگر شہادت دینے والے نے اپنے نزدیک سچی سمجھ کر دی ہو یا کسی مصلحتِ اعظم کے لئے کوئی پہلودار بات کہی ہو یا راستی فتنہ انگیز سے بچنے کے لئے مرتکب ہوا ہو یا اس شہادت سے اسے حمایت وقف مقصود ہو۔ اسی طرح بہت احتمال نکل سکتے ہیں جن کے باعث وہ معزولیِ متولی کا سبب نہ ہوگی مگر پہلی بات بالکل صاف ہے جب اس نے مالِ وقف میں خیانت کی اس کا معزول کرنا واجب۔ درمختار میں ہے:

ینزع وجوبا لو الواقف درر فغیرہ بالاولٰی بزازیۃ غیر مامون[2] واللہ تعالٰی اعلم۔

متولی اگر امین نہ ہو تو اس کو ولایتِ وقف سے نکال دینا واجب ہے اگرچہ وہ خود واقف ہو (درر) لہٰذا غیر واقف کو بدرجہ اولٰی نکال دینا واجب ہوگا (بزازیہ) واللہ تعالٰی اعلم (ت)

مسئلہ ۳۹۰: اجمیر شریف محلہ خادمان چاہ ارٹھ مرسلہ سید امتیاز علی صاحب ۴ ربیع الآخر ۱۳۳۶ھ

ایک شخص مسمی سید امیر علی متولیِ درگاہ تھا اور اس کی چار بیبیاں منکوحہ تھیں اول زوجہ اس کے چچا کی دختر تھی اور دوسری پٹھانی اور تیسری کاشت کار قوم چھتیہ کی لڑکی چھوٹی قوم سے تھی، اول زوجہ سے ایک دختر اور دوسری سے ایک پسر مسمی شریف حسین اور تیسری سے دو دختران اور متولی مذکور کے ایک برادر علاتی پٹھانی بیوی سے ہیں جب کہ متولی مذکور الصدر نے انتقال کیا تو اولاد مندرجہ و برادر علاتی کو چھوڑا اب برادر علاتی

---

[1] المعجم الکبیر حدیث ۲۱۷۷ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۲/ ۲۸۲
[2] درمختار کتاب الوقف مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۳۸۳

غیر مامون[1] | بصورتِ خیانت بدرجۂ اولٰی نکال دینا واجب ہوگا۔ (ت)

(۲) نہ رقم ہضم کرنے والا امین ہوسکے نہ غیر پابندِ صوم وصلوٰۃ کو افسری مل سکے۔ تبیین الحقائق میں ہے:

لان فی تقدیمہ تعظیمہ وقد وجب علیھم اھانتہ شرعًا۔[2] | فاسق کو مقدم کرنے میں اس کی تعظیم ہے حالانکہ مسلمانوں پر شرعًا اس کی توہین واجب ہے (ت)

(۳) سُنّی، ذی علم، پرہیزگار، دیانتدار، ہوشیار، کارگزار۔

(۴) ایسے اشخاص ادنٰی عہدیدار بھی نہیں ہوسکتے کہ فاسق مجاہر وبیباک ومبتلائے غضب رب الارباب ہیں، حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں،

اذا مدح الفاسق غضب الرب واھتز لذلک العرش[3] | جب فاسق کی مدح کی جاتی ہے رب عزوجل غضب فرماتا ہے اور عرشِ الٰہی ہل جاتا ہے۔

مدحِ فاسق پر یہ حال ہے مخالفانِ اسلام مثلِ ہنود (جن کے مناقب آج لیڈر پکارتے اور ان کی جے بولتے ہیں اور وہی مساجد میں زینتِ مجلس بلکہ منبر پر واعظِ مسلمین بنائے جارہے ہیں) ان کی جے پکارنے اور حمد گانے اور مسجد میں اس پر خوشی کی تالیاں بجانے پر اسلام بھی قائم رہنا دشوار ہے انجمن اسلامیہ کی عہدہ داری تو درکنار ہے فتاوٰی ظہیریہ واشباہ والنظائر ومجمع الانہر وتنویر الابصار ودرمختار وغیرہا میں ہے:

لوسلم علی الذمی تبجیلا کفر ولو قال لمجوسی یااستاذی تبجیلا کفر[4] | اگر ذمی کافر کو مسلمان بطور تعظیم سلام کہے تو کافر ہوجائے گا اور مجوسی کو تعظیمًا کہا اے میرے استاذ تو کافر ہوگیا۔ (ت)

ایسے لوگوں کے پاس بیٹھنا بھی قرآن عظیم نے ناجائز فرمایا:

واما ینسینک الشیطٰن فلا تقعد بعد الذکرٰی مع القوم الظّٰلمین[5]۔ واللہ تعالٰی اعلم۔ | اور اگر شیطان تجھے بھلادے تو یاد آنے پر ظالم قوم کے ساتھ مت بیٹھ۔ (ت) واللہ تعالٰی اعلم

---

[1] درمختار کتاب الوقف مطبع مجتبائی دہلی ۱/۳۸۳
[2] تبیین الحقائق کتاب الصلوٰۃ باب الامامۃ المطبعۃ الکبرٰی الامیریۃ مصر ۱/۲۵۱
[3] شعب الایمان باب فی حفظ اللسان حدیث ۴۸۸۶ دارالکتب العلمیہ بیروت ۴/۲۳۰
[4] درمختار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیع مطبع مجتبائی دہلی ۲/۱۵۱
[5] القرآن الکریم ۶/۶۸

(۷) واقف کے لئے وقف پر ہمیشہ قابض رہنا ضرور نہیں بارہا واقف دوسرے کو متولی کرتا ہے قبضہ متولی کا رہتا ہے مگر حقِ واقف ساقط نہیں ہوتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۴۲۳ از بڑودہ ناگوارہ گجرات مرسلہ یوسف علی خاں صاحب بہادر صدر انجمن اہلسنت وجماعت ۳ ذی الحجہ ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اہلسنت وجماعت کو یہ جائز ہے کہ روافض کو جامع مسجد یا غیر مساجد کا متولی اور متصرف بنائیں اور ان کو اپنے ساتھ نماز میں شریک کریں اور جو مسلمان ایسا کریں ان کے لئے ازروئے شرع کیا حکم ہے؟ بیّنوا توجروا۔

الجواب

اہلسنت کی کسی مسجد خصوصاً مسجد جامع کا متولی رافضی کو کرنا شریعت مطہرہ وقرآن عظیم واحادیث صحیحہ وفقہ حنفی کی رُو سے اصلاً کسی طرح جائز نہیں حرام قطعی ہے۔

(۱) یہ روافض نہ اہلِ قبلہ ہیں نہ مسلمان بلکہ بالیقین کفار مرتدین ہیں، ردالرفضہ میں بکثرت کتب معتمدہ حنفی وعقائد اہلسنت سے ان کے کافر مرتد ہونے کے روشن ثبوت دیئے ہیں۔ بدائع امام ملک العلماء، وفتاوٰے امام طاہر عبدالرشید وشرح الکنز امام فخرالدین زیلعی وفتاوٰی عالمگیریہ میں ہے:

وھذا نصھا قال المرغینانی یجوز الصلٰوۃ خلف صاحب ھوی وبدعۃ ولا تجوز خلف الرافضی والجھمی والقدری والمشبھۃ ومن یقول بخلق القراٰن وحاصلہ ان کان ھوی لایکفر بہ صاحبہ تجوز الصلٰوۃ خلفہ مع الکراھۃ والا فلا ھکذا فی التبیین والخلاصۃ وھو الصحیح ھکذا فی البدائع۔[1]

یعنی امام مرغینانی صاحب ہدایہ نے فرمایا: بدمذہب بدعتی کے پیچھے نماز جائز ہے اور رافضی وجہمی وقدری اور مشبہہ اور وہ جو قرآن عظیم کو مخلوق مانتے ہیں ان کے پیچھے نماز باطل محض ہے اور حاصل یہ ہے کہ جس میں ایسی بدمذہبی ہو جس کے سبب اسے کافر نہ کہا جائے اس کے پیچھے نماز ہو جائے گی مگر مکروہ ہوگی اور اگر اس کی بدمذہبی حدِ کفر تک پہنچی ہے جیسے رافضی وغیرہ مذکورین کہ یہ سب کافر ہیں اس کے پیچھے نماز ہوگی ہی نہیں، ایسا ہی تبیین الحقائق اور فتاوٰی خلاصہ میں ہے اور یہی صحیح ہے ایسا ہی بدائع میں ہے۔ (ت)

نیز فتاوٰی خلاصہ وفتاوٰی عالمگیریہ میں ہے:

---

[1] فتاوٰی ہندیۃ کتاب الصلوٰۃ باب الامامۃ نورانی کتب خانہ پشاور ۱/۸۴

الرافضی اذا کان یسب الشیخین ویلعنهما العیاذ باللہ فھو کافر وان کان یفضل علیا کرم اللہ تعالٰی وجھه علی ابی بکر رضی اللہ عنه لایکون کافرا الا انه مبتدع[1]

رافضی اگر صدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہما کو معاذ اللہ بُرا کہتا اور تبرا بکتا ہو تو وہ کافر ہے، اور اگر صدیق اکبر سے مولٰی علی کو فقط افضل کہتا ہو تو کافر نہ ہوگا مگر گمراہ ہے۔ (ت)

فتاوٰی بزازیہ و فتاوٰی عالمگیریہ میں ہے:

یجب اکفارھم باکفار عثمٰن وعلی وطلحة و زبیر و عائشة رضی اللہ عنھم[2]

یعنی جو لوگ حضرات عثمان، علی، طلحہ، زبیر اور عائشہ رضی اللہ عنہم کو کافر کہتے ہیں واجب ہے کہ ہم ان کافر کہنے والوں کو کافر کہیں۔

فتاوٰی ظہیریہ و فتاوٰی عالمگیریہ میں ہے:

یجب اکفار الروافض فی قولھم برجعة الاموات الی الدنیا وبقولھم فی خروج امام باطن (الٰی قوله) وھؤلاء قوم خارجون عن ملة الاسلام واحکامھم احکام المرتدین[3]

یعنی رافضیوں کو کافر کہنا واجب ہے ان کے اس قول میں کہ اموات دنیا کی طرف لوٹیں گے اور اس قول میں کہ ایک چھپا ہوا امام نکلے گا اور یہ لوگ ملت اسلام سے خارج ہیں اور ان کے وہی حکم ہیں جو مرتدوں کے ہوتے ہیں۔

شرح مقاصد و شرح تحریر الاصول و ردالمحتار علی الدرالمختار وغیرہا میں ہے:

اھل القبلة معناه الذین اتفقوا علی ما ھو من ضروریات الاسلام واختلفوا فی اصول سواھا والا فلا نزاع فی کفر اھل القبلة المواظب طول العمر علی الطاعات بصدور شیئ من موجبات الکفر عنه[4] اھ مختصرا۔

یعنی اہل قبلہ کے یہ معنی ہیں کہ جو تمام ضروریاتِ دین کو مانتا ہو اور ان کے سوا بعض عقائد میں خلاف رکھتا ہو ورنہ اس میں کچھ خلاف نہیں کہ جس اہل قبلہ سے کوئی موجبِ کفر صادر ہو وہ کافر ہے اگرچہ تمام عمر عباد توں پر مداومت کرے۔

---

[1] فتاوٰی ہندیہ کتاب السیر الباب التاسع فی احکام المرتدین نورانی کتب خانہ پشاور ۲/۲۶۴
[2] " " " " " " "
[3] " " " " " " "
[4] شرح المقاصد المبحث السابع فی حکم مخالف الحق من اہل القبلہ دار المعارف النعمانیہ لاہور ۲/۲۶۹

شرح فقہ اکبر علی قاری میں ہے :

لایخفی ان المراد بقول علمائنا لا تجوز تکفیر اھل القبلة بذنب لیس مجرد التوجه الی القبلة فان الغلاة من الروافض و ان صلوا الی القبلة لیسوا بمؤمنین[1]

یعنی پوشیدہ نہیں کہ ہمارے علماء کے اس قول میں کہ اہل قبلہ کو کسی گناہ کے سبب کافر کہنا جائز نہیں فقط نماز میں قبلہ کو منہ کر لینا مراد نہیں کہ غالی رافضی اگرچہ قبلہ کی طرف نماز پڑھتے ہیں بلاشبہ کافر ہیں۔

اور مساجد اہلسنت خصوصاً مسجد جامع کا اسے متولی کرنا اور مسلمانوں کے ایسے عظیم دینی تصرفات اس کے ہاتھ میں رکھنا اس کی عظیم تعظیم ہے اور اس کی تعظیم سخت حرام ہے بلکہ بحکم فقہائے کرام کفر ہے۔

تبیین الحقائق وطحطاوی علی مراقی الفلاح وغیرہما میں ہے :

لان فی تقدیمه تعظیمه وقد وجب علیهم اهانته شرعا[2]

اس لئے کہ اسے اگوا بنانے میں اس کی تعظیم ہے حالانکہ شریعت میں اس کی توہین واجب ہے۔

فتاویٰ ظہیریہ و اشباہ والنظائر و درمختار میں ہے : تبجیل الکافر کفر[3] کافر کی تعظیم کفر ہے۔

(۲) اس میں اسے مسلمانوں پر ایک افسری دینا ہے اور یہ حرام ہے۔ فتح القدیر و درمختار وغیرہما میں ہے :

یمنع من استکتاب ومباشرة یکون بها معظما عند المسلمین[4]

یعنی ذمی کافر کو بھی منشی بنانا یا اور کوئی ایسا عمل سپرد کرنا جس سے مسلمانوں میں اس کی بڑائی ہو جائز نہیں۔

حاوی قدسی وبحرالرائق و درمختار میں ہے :

والنظم له ینبغی ان یلازم الصغار فیما یکون بینه وبین المسلمین فی کل شیئ وعلیه فیمنع من القعود حال قیام المسلم عنده بحر ویحرم تعظیمه[5]

یعنی کافر اور مسلمان کے ہر معاملہ میں کافر کو دبا ہوا ذلیل رکھنا چاہیے، مسلمان کھڑا ہو تو اسے بیٹھنے نہ دیں، ایسا ہی بحر میں ہے اور اس کی تعظیم حرام ہے۔

---

[1] منح الروض الازہر شرح الفقہ الاکبر "مطلب یجب معرفة المکفرات الاجتناب بہا الخ" مصطفی البابی مصر ص ۱۹۲
[2] تبیین الحقائق کتاب الصلوٰۃ باب الامامۃ المطبعۃ الکبری الامیریہ بولاق مصر ۱/۱۳۴
[3] درمختار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیع مطبع مجتبائی دہلی ۲/۲۵۱
[4] " " کتاب الجہاد فصل فی الجزیۃ " " " ۱/۳۵۲
[5] " " " " " " "

(۳) مساجد و اوقاف کا متولی بنانا کیسے عظیم دینی کاموں میں ان سے استعانت ہے اور یہ ان تشریحات جلیلہ پر کہ المحجۃ المؤتمنہ میں مذکور ہوئیں حرام ہے، قرآن عظیم فرماتا ہے:

لا تتخذوا منهم ولیا ولا نصیرا[1] غیروں میں سے کسی کو نہ اپنا دوست بناؤ نہ مددگار۔

تفسیر ارشاد العقل السلیم علامہ ابو السعود عمادی و تفسیر فتوحات الٰہیہ میں ہے:

نهوا عن موالاتهم لقرابة او صداقة جاهلية و نحوهما من اسباب المصادقة والمعاشرة وعن الاستعانة بهم فی الغزو وسائر الامور الدينية[2]

یعنی مسلمان منع کیے گئے کافروں کی دوستی سے خواہ وہ رشتہ داری کے سبب ہو یا اسلام سے پہلے کے یارانے خواہ یاری اور میل جول کے اور کسی سبب سے اور منع کیے گئے اس سے کہ جہاد یا کسی دینی کام میں کافروں سے استعانت کریں۔

(۴) عقیلی و ابن حبان وغیرہما کی حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

سیأتی قوم لهم نبز يقال لهم الرافضة لا يشهدون جمعة ولا جماعة ويطعنون علی السلف فلا تجالسوا[3]

عنقریب کچھ لوگ آئیں گے ان کا ایک بدلقب ہوگا انھیں رافضی کہا جائے گا نہ جمعہ میں حاضر ہوں گے نہ جماعت میں اور سلف صالح کو برا کہیں گے تم ان کے پاس نہ بیٹھنا نہ ان کے ساتھ کھانا پینا۔

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے:

اذ مجالسة الاغيار تجر الی غاية البوار و نهاية الخسار[4]

اس لیے کہ غیروں کے پاس بیٹھنا حد درجہ کی بربادی اور انتہا درجہ کے نقصان کی طرف کھینچ لے جاتا ہے

جب ان کے پاس بیٹھنا نری بربادی ہے تو انھیں مساجد و اوقاف کا متولی کرنا کس درجہ کس قدر عظیم تباہی ہے۔

(۵) مسلمانوں کا ایسا عظیم کام اس کے سپرد کرنے میں اسے راز دار و دخیل کار بنانا ہے اور یہ حرام ہے۔

---

[1] القرآن الکریم ۴/ ۸۹

[2] ارشاد العقل السلیم (تفسیر ابی السعود) تحت آیۃ ۳/ ۲۸ دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۲۳

الفتوحات الالٰہیۃ الشہیر بالجمل 〃 〃 〃 مصطفی البابی مصر ۱/ ۲۵۷

[3] العلل المتناہیۃ، حدیث ۲۵۷، دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور ۱/ ۱۶۱ و الضعفاء الکبیر، حدیث ۱۵۳ ۱/ ۱۲۶

[4] مرقاۃ المفاتیح کتاب الایمان تحت حدیث ۱۰۸ المکتبۃ الحبیبیہ کوئٹہ ۱/ ۳۰۹

اللہ عزوجل فرماتا ہے :

ام حسبتم ان تترکوا ولما یعلم اللہ الذین جاھدوا منکم ولم یتخذوا من دون اللہ و لا رسولہ ولا المؤمنین ولیجۃ ط و اللہ خبیر بما یعملون [1]

کیا اس گھمنڈ میں ہو کہ یونہی چھوڑ دیے جاؤ گے اور ابھی وہ لوگ علانیہ ظاہر نہ ہوئے جو تم میں سے راہِ خدا میں پوری کوشش کریں اور اللہ و رسول و مسلمین کے سوا کسی کو اپنا رازدار و دخیل کار نہ بنائیں اور اللہ تمھارے کاموں سے خبردار ہے۔

تفسیر کبیر میں ہے :

نھی اللہ تعالی المؤمنین ان یتخذوا بطانۃ من غیر المؤمنین فیکون ذلک نھیا عن جمیع الکفار، و مما یؤکد ذلک انہ قیل لعمر رضی اللہ تعالی عنہ ھھنا رجل من اھل الحیرۃ نصرانی لا یعرف اقوی حفظا ولا احسن خطا منہ، فان رأیت ان نتخذہ کاتبا فامتنع عمر من ذلک وقال اذا اتخذت بطانۃ من غیر المؤمنین [2]

یعنی اللہ تعالٰی نے مسلمانوں کو منع فرمایا کہ غیر مسلم کو اپنا رازدار نہ بناؤ تو یہ تمام کفار سے ممانعت ہے اور تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے کہ امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے عرض کی گئی کہ شہر حیرہ میں ایک نصرانی ہے اس کا سا حافظ اور عمدہ خط کسی کا معلوم نہیں حضور کی رائے ہو تو ہم اسے محرر بنالیں، امیر المومنین نے اسے قبول نہ فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ ایسا ہو تو میں غیر مسلم کو رازدار بنانے والا ٹھہروں گا۔

تفسیر لباب التاویل وغیرہ پارہ ۶ میں ہے :

روی ان ابا موسی الاشعری رضی اللہ تعالی عنہ قال قلت لعمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ ان لی کاتبا نصرانیا فقال مالک ولہ قاتلک اللہ الا اتخذت حنیفا یعنی مسلما اما سمعت قول اللہ

یعنی ابوموسٰی اشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہوا کہ میں نے امیر المومنین عمر فاروق اعظم سے عرض کی میرا ایک محرر نصرانی ہے، فرمایا تمھیں اس سے کیا علاقہ خدا تم سے سمجھے کیوں نہ کسی کھرے مسلمان کو محرر بنایا کیا تم نے یہ ارشادِ الٰہی نہ سنا کہ اے ایمان والو!

---

[1] القرآن الکریم ۹/ ۱۶

[2] مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) تحت آیۃ ۳/ ۱۱۸ المطبعۃ البہیۃ المصریۃ مصر ۸/ ۲۱۰

عزّوجل یا ایھا الذین اٰمنوا لاتتخذوا الیھود والنصٰرٰی اولیاء قلت لہ دینہ ولی کتابتہ قال لا اکرمھم اذ اھانھم اللّٰہ ولا اعزھم اذ اذلھم اللّٰہ ولا ادینھم اذ ابعدھم اللّٰہ قلت لایتم امر البصرۃ الابہ فقال مات النصرانی والسلام یعنی ھب انہ مات فما تصنع بعد فما تعمل بعد موتہ فاعلمہ الاٰن واستغن عنہ بغیرہ من المسلمین[1]

یہود ونصارٰی کو یار نہ بناؤ، میں نے عرض کی اس کا دین اس کے لئے ہے مجھے تو اس کی محرری سے کام ہے، فرمایا میں کافروں کو گرامی نہ کروں گا جبکہ انھیں اللہ نے خوار کیا، نہ انھیں عزت دوں گا جب کہ اللہ نے انھیں ذلیل کیا، نہ ان کو قرب دوں گا جب کہ اللہ نے انھیں دور کیا۔ میں نے عرض کی بصرہ کا کام بے اس کے پورا نہ ہوگا۔ فرمایا مرگیا نصرانی، یعنی فرض کرلو کہ وہ مرگیا اس کے بعد کیا کروگے جو جب کروگے اب کرو اور کسی مسلمان کو مقرر کرکے اس سے بے پروا ہوجاؤ۔

شرح سیر کبیر پھر ردالمحتار علی الدرالمختار میں ہے ؛

بہ ناخذ فان الوالی ممنوع من ان یتخذ کاتبا من غیر المسلمین لقولہ تعالٰی لاتتخذوا بطانۃ من دونکم[2]

ہم امیر المومنین کے اسی ارشاد پر فتوٰی دیتے ہیں بیشک والی کو جائز نہیں کہ کسی کافر کو محرر بنائے کہ اللہ تعالٰی فرماتا ہے اپنے سوا اوروں کو راز دار نہ بناؤ۔

سبحٰن اللہ! جب ان کو محرر تک بنانا ناجائز وخلافِ قرآن عظیم ہے تو مساجد مسلمین ان کے ہاتھ میں سپرد کرنا اور اتنا عظیم منصب دینا کس درجہ سخت حرام ہونا لازم۔

(۶) متولی کرنا حرام ہے مگر اسے کہ امین وخیر خواہ ہو، یہاں تک کہ خود واقف پر اگر اطمینان نہ ہو وقف سے اسے باہر نکال دینا واجب ہے۔ اسعاف فی حکم الاوقاف میں ہے ؛

لایولی الا امین لان الولایۃ مقیدۃ بشرط النظر ولیس من النظر تولیۃ الخائن لانہ یخل بالمقصود[3]

متولی نہ کیا جائے مگر جس پر پورا اطمینان ہو کہ تولیت میں وقف کا فائدہ دیکھنے کی شرط ہے اور جس پر اطمینان نہ ہو اس کا متولی کرنا رعایتِ فائدہ سے کوئی علاقہ نہیں رکھتا کہ وہ اصل مقصود میں خلل ڈالتا ہے۔

---

[1] لباب التاویل فی معانی التنزیل (تفسیر الخازن) تحت آیۃ ۵/۵۱ مصطفی البابی مصر ۲/۶۳-۶۲
[2] ردالمحتار کتاب الزکوٰۃ باب العاشر داراحیاء التراث العربی بیروت ۲/۳۸
[3] ردالمحتار بحوالہ الاسعاف فی حکم الاوقاف کتاب الوقف " " " ۳/۳۸۵

اشباہ والنظائر میں ہے :

المرتد اقبح کفرا من الکافر الاصلی[1] یعنی مرتد کفر میں کافر اصلی سے بدتر ہے۔

شرطِ اسلام نہ ہونے کے لئے ایک قسم کے کافر کا کسی ایک صورت میں متولی بن سکنا کافی ہے نہ کہ شرطیت اسلام جبھی نہ ہوگی کہ ہر قسم کا کافر متولی بن سکے مگر کم علمی و نافہمی عجب چیز ہے پھر صحت کے لئے شرط نہ ہونے سے اتنا ہی تو ہوا کہ بن سکنا محتمل ہے نہ یہ کہ اسے متولی بنانا جائز و حلال ہے۔ ابھی ابھی اسی ردالمحتار و دیگر معتمدات سے صاف تصریحیں گزریں کہ کسی کافر کو متولی بنانا مطلقاً حرام ہے اور اسی میں کلام ہے، جو امر ہمارے دین میں حرام ہے اسے روا رکھنا صریح مذہبی دست اندازی و بدخواہیِ اسلام ہے۔

(۱۰) پھر یہ بھی اس حالت میں ہے کہ اس کے ذمہ صرف نگہداشت یا ضروری اشیاء کی خرید و فروخت حساب کی لکھت پڑھت ہو کسی مسلمان پر اسے کوئی اختیار نہ دیا گیا ہو اس صورت میں متولی اگرچہ ہو سکے گا مگر کرنا حرام ہے۔ ردالمحتار کی عبارت مذکورہ اسی صورت سے متعلق ہے اور اگر اسے کوئی اختیار دیا جائے مثلاً امام یا مؤذن یا فراش یا اور کسی ملازم کی موقوفی یا بحالی یا اضافہ یا کمی یا رخصت یا معطلی میں کچھ دخل، جب تو اس کی تولیت نہ صرف حرام بلکہ باطل محض ہے ہو سکتی ہی نہیں جیسا کہ ابھی اسی ردالمحتار و بحرالرائق و غایۃ البیان سے گزرا اور انھیں کتابوں میں اس پر اس آیہ کریمہ سے دلیل لائے :

لن یجعل اللہ للکٰفرین علی المؤمنین سبیلا[2] یعنی شریعتِ الٰہیہ ہرگز کسی کافر کو کسی مسلمان پر کوئی اختیار نہ دے گی۔

بالجملہ رافضی کو مسجد خواہ کسی وقف کا ذی اختیار متولی کرنا جس سے کسی مسلمان ملازم وغیرہ پر اسے کوئی اختیار ملے یہ تو ممکن ہی نہیں اگر کیا جائے نہ ہو سکے گا اور اس کی تولیت باطل محض ہوگی اور محض بے اختیار متولی کیا جائے یہ بھی کم از کم قطعاً حرام اور مذہبی دست اندازی و بدخواہیِ اسلام ہے۔ بفرضِ غلط اگر رافضی کافر نہ بھی ہوتا تو مجرد فاسق عملی سے تو یقیناً بدتر ہے کما نص علیہ فی الغنیہ شرح المنیہ، اور ابھی شرنبلالیہ و ردالمحتار سے گزرا کہ فاسق کا متولی کرنا بھی حرام ہے۔ یہ ہے مسئلہ کی تحقیق و باللہ التوفیق۔

(۱۱) روافض کو اپنے ساتھ نماز میں شریک کرنا ہرگز جائز نہیں کہ جب وہ شرعاً مسلمان ہی نہیں تو وہ نہ اہلِ عبادت ہیں نہ ان کی نماز نماز کہ عبادت کی پہلی شرط اسلام ہے اور جب ان کی نماز باطل محض ہے

---

[1] الاشباہ والنظائر کتاب السیر والردۃ الفن الثانی ادارۃ القرآن کراچی ۱/۲۹۱

[2] القرآن الکریم ۴/۱۴۱

تو انھیں شریک کرنا صف کا قطع کرنا ہوگا کہ غیر نمازی صف میں کھڑا ہے اور صف کا قطع کرنا حرام ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من قطع صفا قطعہ اللہ[1] رواہ النسائی و الحاکم عن ابن عمر رضی اللہ عنہما بسند صحیح۔ جو کسی صف کو قطع کرے اللہ اسے قطع کرے۔ اس کو امام نسائی اور امام حاکم نے سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا۔ (ت)

رافضیوں کے بارے میں حدیث انس رضی اللہ تعالٰی عنہ نبی صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے بتخریج عقیلی و ابن حبان گزری اس کی روایت ابن حبان میں ہے:

ولا تصلوا علیھم ولا تصلوا معھم[2] نہ رافضیوں کے جنازے کی نماز پڑھو نہ رافضی کے ساتھ نماز پڑھو۔

(۱۲) جو لوگ ان احکام شرعیہ کی مخالفت کریں رافضی کو متولی بنائیں یا اسے نماز میں داخل کریں صراحۃً شریعت کے بدلنے والے اور احکام الٰہی کے خلاف چلنے والے اور مستحق تعزیر شدید و عذاب مدید ہیں یہ بھی جب کہ ان روافض کے عقائد پر مطلع ہو کر انھیں کافر جانیں اور براہ خباثت نفس اپنے کسی دنیوی علاقہ کے سبب ان امور کے مرتکب ہوں ورنہ ایسی حالت میں انھیں مسلمان جانیں تو خود ہرگز مسلمان نہ رہیں گے۔ بزازیہ و ذخیرۃ العقبٰی و مجمع الانہر و درمختار وغیرہ میں ہے:

من شك فی عذابہ وکفرہ فقد کفر[3] جو ان کے عذاب اور کفر میں شک کرے خود کافر ہے۔ والعیاذ باللہ تعالٰی۔

تنبیہ: یہ احکام کہ ہم نے لکھے یعنی مسجد خواہ کسی وقف کا ادنٰی ذی اختیار متولی اصلاً نہ ہوسکنا اور غیر ذی اختیار متولی کرنا بھی حرام ہونا اور اسلامی کسی کام میں انھیں دخل دینا باطل و مردود ہونا اور نماز میں انھیں داخل کرنے کی تحریم اور یہ کہ ان کی نماز نماز نہیں، یونہی جملہ احکام ارتداد کے ان کے تمام اعمال حبط اور ان کے نکاح باطل و فسخ، اور یہ کہ جہاں بھر میں کسی سے ایسے عقیدہ کے مرد یا عورت کا نکاح نہیں ہوسکتا نہ مسلمان سے نہ کافر سے نہ مرتد سے، جس سے ہوگا زنائے محض ہوگا، اور یہ کہ وہ اپنے کسی مورث کے اصلاً وارث نہیں ہوسکتے اگرچہ ان کا باپ یا بیٹا ہو اور یہ کہ انھیں کسی بالغ یا نابالغ

---

[1] سنن النسائی کتاب الامامۃ و الجماعۃ باب من وصل صفا نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۱/ ۱۳۱
[2] کنز العمال بحوالہ ابن النجار عن انس الخ حدیث ۲۹-۳۲۵۲۸ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۲/ ۵۴۰
[3] درمختار باب المرتد مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۳۵۶